سوال

(309) تکرار کے بعد مہر بیوی کو دینے سے طلاق کا واقع ہونا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی شخص کی زن وشو میں باخود ہاکچھ تکرار ہوئی ،اس پر عورت کے طلب کرنے سے مرد نے مہر دے دیا تو کسی شخص نے پوچھا کہ کیا مہر دے دینے سے طلاق ہوجاتی ہے؟اس کے جواب میں اس نے کہا کہ ہاں ہوگئی۔ وہاں پر تین شخص اور بھی موجود تھے۔ پہلا شخص (عورت کا چچا) بیان کرتا ہے کہ میں نے چار بار یہی سنا کہ میرے دیا تو طلاق ہوگئی۔ دوسرا شخص کہتا ہے:مجھے یاد نہیں کہ دو بار کہا یا تین بار، مگر پوچھنے پر یہی کہا کہ مہر دے دیا تو طلاق ہوگئی۔تیسرے شخص کا بیان ہے کہ اس نے دو بار یہی کہا، مگر عورت سے مخاطب ہوکر ایک بار بھی نہیں۔ تو شرع شریف کی رو سے طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شارع نے ہر امر کےلیے قانون مقرر کردیے ہیں، جن سے کاموں کا جواز عدم جواز سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اسی بنا پر طلاق کی صحت وجواز کے واسطے محاورے کے اعتبار سے دو طرح کے الفاظ ٹھہرائے گئے:

1۔ صریح، جو طلاق ہی میں مستعمل ہوتے ہیں اور ان کے استعمال سے بلا نیت طلاق ہی سمجھی جاتی ہے۔

2۔ کنایہ، جن میں طلاق کے سوا اور باتوں کا بھی احتمال رہتا ہے اور ان کے استعمال سے بلا نیت طلاق معتبر نہیں ہوتی۔

ہدایہ(1/339 مصطفائی) میں ہے:

"الطلاق علی ضربین: صریح وکنایۃ" طلاق کی دو قسمیں ہیں: صریح اور کنائی۔

مگر جب تک کہ طلاق عورت کی طرف بالخطاب یا بالاضافہ منسوب نہ ہو، واقع نہیں ہوتی۔

درمختار کے(ص:193) کے "باب الصریح "میں صریحہ مالم یستعمل الافیہ کطلقتک وانت طالق ومطلقۃ" کے تحت میں مرقوم ہے:

"ولو قال: إن خرجت يقع الطلاق أولا تخرجي إلا بإذني فإني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الإضافة إليها " [1]

"اگر اس نے کہا : اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہوجائے گی یا میری اجازت کے بغیر نہ نکلنا، کیوں کہ میں نے طلاق کی قسم اٹھائی ہے۔ پس وہ نکلی تو طلاق واقع نہیں ہوگی، کیوں کہ اس نے اس (عورت) کی طرف طلاق کی نسبت نہیں کی"

کتب احادیث سے بھی طلاق کا عورت کی طرف ہی منسوب ہونا سمجھا جاتا ہے۔ صحیح بخاری (2/79 مطبوعہ احمدی) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بنت الجون سے بخطاب یہ فرمانا مروی ہے :

"لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ"[2]

"تو نے بہت عظیم ہستی کے ساتھ پناہ پکڑی ہے، لہذا تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا"

"مشکوۃ المصابیح" (ص :276 مطبوعہ بمبئی) میں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے ہے ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالافاتہ یہ کہا :

إِنِي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِئَةَ تَطْلِيقَةٍ،[3]

"بلاشبہ میں اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔۔۔"

اب میں کہتا ہوں کہ صورت مسئولہ میں کسی طرح طلاق نہیں واقع ہوئی، کیونکہ اس مرد کا یہ کہنا کہ مہر دے دیا تو طلاق ہوگئی، دو حال سے خالی نہیں، یا بہ نیت طلاق ہے یا بلا نیت۔ شق اول میں طلاق اس عورت کی طرف منسوب نہ ہونے کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی۔ شق ثانی میں دو احتمال ہیں، یا تو قول مذکور سے اس کا صرف یہ خبر دینا مقصود ہے کہ ادائے مہر کے وقت طلاق کی نیت غیر واقع امر کی خبر دینا ہے، کیونکہ بے زبان سے کچھ کہے مجرد مہر (جو اس پر واجب تھا) دے دینے سے طلاق نہیں ہوتی، اس لیے یہ خبر غیر معتبر ٹھہری۔

دوسری صورت میں خود وہ مسئلہ ہی غلط ہے، ایسی حالت میں تو اگر اس مسئلے کی صحت کے گمان پر زبان سے بھی عورت کی طرف نسبت کر کے طلاق دیتا تو بھی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اگر کوئی شخص صحیح نکاح کو فاسد سمجھ کر توڑ دے، اس کے بعد ظاہر ہو کہ وہ نکاح فاسد نہ تھا تو طلاق واقع نہیں ہوگی ف فتاویٰ عالمگیری (1/530 مطبوعہ کلکتہ) میں ہے :

"ظن الزوج أن نكاح امرأته وقع فاسدا فقال تركت هذا النكاح الذي بيني وبين امرأتي فظهر أن نكاحها كان صحيحا لا تطلق امرأته ."

"خاوند نے یہ گمان کیا کہ اس کا بیوی سے نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان ہونے والے اس نکاح کو ترک کر دیا۔ پھر یہ ظاہر ہوا کہ اس کا اس (عورت) کے ساتھ نکاح صحیح تھا تو اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوگی"

حررہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو الخیر محمد ضمیر الحق الآروی تجاوز اللہ عنہ زنبہ الجلی والخفی۔ الجواب صحیح۔

---

[1]۔ الدر المختار (3/248)

[2]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (4955)

[3]۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (؟؟؟)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والخلع، صفحہ:509

محدث فتویٰ